نمبر ۱۱۶ | مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۱ ذیقعد سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مجلس مشاورت سنہ ۳۲ء کی مختصر روداد

۲۶۔ مارچ کی کارروائی

دوسرے دن ۲۶ مارچ کا پہلا اجلاس ساڑھے گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم اور دعا کے بعد شروع ہوا۔ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سب کمیٹی مقبرہ بہشتی کی رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا جس نے وصیت کرنے کے متعلق ان اشیاء کی تفصیل پیش کی۔ جو اغراض وصیت کے ماتحت لفظ جائداد کے مفہوم سے مستثنےٰ ہونی چاہئیں اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے سپرد یہ کام فرمایا۔ کہ جو دوست پیش شدہ امور کے متعلق تقریر کرنا چاہیں۔ انہیں باری باری موقعہ دیں۔ سب کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق کافی بحث ہونے کے بعد حضور نے پہلے ترمیمات کے متعلق اور پھر سب کمیٹی کی تجاویز کے متعلق رائیں لیں۔ اور سوائے ایک ترمیم کے جو یہ تھی۔ کہ کاشت کاری کے جانوروں کو بھی وصیت کی اشیاء سے مستثنےٰ رکھا جائے۔ باقی تمام امور کا فیصلہ کثرت رائے کے حق میں فرمایا۔

اس کے بعد ۲۔ بجے اجلاس ظہر و عصر کی نمازوں کے لئے برخاست ہوا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نمازیں جمع کر کے مسجد نور میں پڑھائیں۔ اور دوسرا اجلاس ۲½ بجے شروع ہوا۔ جس میں پہلا مسئلہ احمدیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق پیش کرنے کے لئے حضور نے ارشاد فرمایا جو یہ تھا کہ مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۷ء میں نمائندگان سے مشورہ لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ تین سال کے لئے غیر احمدی لڑکیوں سے بغیر اجازت مرکز احمدی لڑکوں کی شادی نہ ہو اس میں سنہ ۳۲ء تک توسیع کی جائے۔ کیونکہ احمدیوں کے رشتہ ناطوں کی ابھی خاطر خواہ طور پر دقتیں دور نہیں ہوئیں:۔

مفصل گفتگو کے بعد حضور نے کثرت رائے کے حق میں یہ فیصلہ فرمایا کہ سنہ ۳۴ء تک اس ممانعت میں توسیع کی جاتی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر ضرورت ہو۔ تو امور عامہ اس امر کو پھر پیش کرے:۔

اس کے بعد حضور نے سب کمیٹی نظارت دعوت و تبلیغ کی رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے بحیثیت سکرٹری رپورٹ پیش کی۔ جس میں یوم التبلیغ منانے کے متعلق تجاویز تھیں مفصل گفتگو کے بعد حضور نے رائیں طلب فرمائیں۔ اور پھر کثرت رائے کے حق میں یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ یوم تبلیغ جلسے کر کے نہیں۔ بلکہ انفرادی تبلیغ کے ذریعہ منایا جائے۔ اور نظارت دعوت و تبلیغ کو ارشاد فرمایا۔ کہ وہ ایسا انتظام کرے۔ کہ ہر احمدی اس دن تبلیغ میں مشغول ہو سکے حضور نے یہ بھی فیصلہ فرمایا کہ یوم تبلیغ سال میں دو دفعہ منایا جائے۔ ایک یوم تبلیغ غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے۔ اور دوسرا ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے۔ نیز یہ بھی منظور فرمایا کہ تبلیغی ایام ایک تو فروری۔ مارچ کے ایام میں اور دوسرا ستمبر و اکتوبر کے ایام میں مقرر کیا جائے۔ اور اس تجویز کے متعلق کہ یہ ایام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں اور سلسلہ سے تعلق رکھنے والے اہم واقعات رونما ہونے والے ایام میں سے مقرر کئے جائیں یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے ایام شعائر اللہ نکالے جائیں۔ تاکہ دیکھا جائے کہ کن تاریخوں میں واقعہ ہوئے ہیں۔ اور پھر ان پر غور ہو سکتا ہے:۔

اس کے بعد سب کمیٹی امور عامہ کو رپورٹ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس کا کام جماعت میں تجارتی ترقی میں تعاون کرنے اور جماعت کی اقتصادی ترقی اور پسماندگان کے انتظام کے متعلق تجاویز پر غور کرنا تھا۔ یہ رپورٹ جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور عامہ نے پیش کی جس میں ایک تجویز یہ تھی۔ کہ جلسہ سالانہ پر تجارتی اشیاء کی اعلیٰ پیمانہ پر نمائش ہو۔ کثرت رائے اس کے حق میں تھی۔ حضور نے اسے منظور فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے لئے جلسہ سالانہ پر انتظام کیا جائے۔ جس کے لئے ایک چوک بنا دیا جائے اور کھانے پینے کی اشیاء کی دوکانیں بھی اسی جگہ ہوں۔

سب کمیٹی کی ایک یہ تجویز تھی۔ کہ ایک نئی سب کمیٹی بنائی جائے۔ جو تجارتی ترقی میں تعاون اور جماعت کی اقتصادی ترقی اور پسماندگان کے انتظام کے لئے تین ماہ کے اندر سکیم پیش کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نمائندگان سے سب کمیٹی کے ممبروں کے نام دریافت فرمانے کے بعد چوہدری اعظم علی صاحب راولپنڈی۔ مرزا محمد اشرف صاحب محاسب قادیان۔ سید عبد الحیٔ صاحب منصوری کو ممبر مقرر فرمایا۔ اور جلد سے جلد سکیم تیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ سب کمیٹی کی باقی تجاویز کو مختلف قسم کی تحریکیں قرار دے کر ان پر آراء لینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔

اس کے بعد سب کمیٹی نظارت بیت المال کی رپورٹ جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے پڑھی۔ بجٹ کی مختلف مدات کے خرچ کی ترمیمیں پیش کی گئیں۔ اور ان پر تفصیلی بحث ہوئی۔ آخر کافی غور و خوض کے بعد بعض ترمیمات کے ساتھ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے منظور فرمائیں۔ تمام نمائندگان نے متفقہ طور پر بجٹ حضور کی منظوری کے لئے پیش کیا جسے حضور نے اس شرط کے ساتھ منظور فرمایا۔ کہ میں پھر اس پر نظر ثانی کروں گا۔ اور بجٹ کی آخری منظوری بعد میں دونگا۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے اس سب کمیٹی کی منظوری دی۔ جو بجٹ کے فارم اور قواعد بنانے کے لئے تجویز کی گئی تھی۔ اس پر ۹ بجے کے قریب حضور نے اجلاس ختم فرمایا۔ اور تمام نمائندگان اور مہمانوں کو بورڈنگ ہائی سکول میں حضور کی طرف سے کھانے کی دعوت دی گئی جس میں چھ سو کے قریب اصحاب شریک ہوئے۔

۲۷ مارچ کی کارروائی

مجلس مشاورت کا اجلاس ۹ بجے صبح تلاوت اور دعا کے بعد شروع ہوا۔ جس میں جماعت کی صحت اور طاقت کو نشو و نما دینے کے متعلق تجاویز پیش کرنے کے لئے جو سب کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس کی رپورٹ پیش کرنے کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ارشاد فرمایا۔ رپورٹ جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے پریذیڈنٹ سب کمیٹی نے پیش کی۔ پہلی تجویز جو مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں فوجی ڈرل اور ہتھیاروں کے استعمال کے متعلق تھی اس کی نسبت کثرت رائے کو منظور فرماتے ہوئے حضور نے یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ اس تجویز کو اس ترمیم کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔ کہ تفصیلات کو صدر انجمن احمدیہ پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ اس کے لئے قواعد بنائے۔

دوسری تجویز جس سے تمام نمائندگان نے اتفاق کیا حضور نے یہ منظور فرمائی کہ اگر ممکن ہو۔ تو پہلے قادیان میں اور اس کے بعد دوسری جگہوں میں رائفل کلب جاری کی جائیں لیکن جن جگہوں میں رائفل کلب نہ جاری کی جا سکیں۔ یا جو لوگ رائفل کلب کے ممبر نہ بن سکیں۔ ان کے لئے ہر جگہ کی جماعتوں میں ایسی کلبوں کا انتظام کیا جائے۔ یا رائفل کلب موجود ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ اس امر کا انتظام کیا جائے۔ کہ خواہ ہوائی بندوق کے ذریعہ۔ خواہ تیر کمان کے ذریعہ۔ خواہ غلیل کے ذریعہ جماعت کے افراد کو جس حد تک زیادہ سے زیادہ ممکن ہو۔ نشانہ بازی کی مشق کرائی جائے۔ ٹیریٹوریل فورس میں احمدیوں کو بھرتی کرانے کی تحریک کے لئے حضور نے ایک مختصر ٹریکٹ تیار کرنے اور ہر سال اس کی اشاعت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور متعلقہ محکمہ کو ہدایت دی۔ کہ وقت پر احمدی جماعتوں کو ٹیریٹوریل فورس میں نوجوانوں کو بھرتی کرانے کی اطلاع دیا کرے۔ اسی طرح محکمہ یہ کوشش کرے۔ کہ ٹیریٹوریل فورس میں احمدیوں کی ایک کمپنی کی بجائے دو کمپنیاں بنائی جائیں۔ کثرت رائے کے حق میں فیصلہ فرماتے ہوئے مقامی طور پر زیادہ سے زیادہ احمدیوں کی فوجی ٹریننگ کا کام جماعتوں کی سعی اور کوشش پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے منحصر رکھا۔ احمدیہ والنٹیئر کور بنانے کی تجویز جو نمائندگان نے متفقہ طور پر پیش کی منظور فرمائی۔ جسمانی صحت اور طاقت کو نشو و نما دینے کے کام کو کسی مستقل افسر کے سپرد کرنے کے متعلق فرمایا۔ بجٹ کی مشکلات کی وجہ سے یہ کام آنریری طور پر ہی لیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے آدمی اسی صورت میں مل سکتے ہیں۔ کہ احباب پنشن لینے کے بعد قادیان میں آ کر آنریری کام کریں۔

اخراجات کے لئے دو سو روپیہ کی رقم جس کی تائید نمائندگان کی بہت بڑی کثرت نے کی حضور نے منظور فرمائی۔ اور مد غیر معمولی میں سے دو سو روپے ادھر منتقل کرنے کا ارشاد فرمایا۔

مجلس مشاورت میں عورتوں کی نمائندگی کے متعلق پہلے ہی کے علاوہ فیصلہ کو ابھی جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا۔

آخر میں احمدیہ یونیورسٹی کی سکیم کا معاملہ پیش ہوا۔ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد نے گزشتہ سال کی سب کمیٹی کی رپورٹ کے نقائص بیان کرتے ہوئے اس رپورٹ کو نامنظور کرنے کی تجویز پیش کی۔ کثرت رائے نے اس کی تائید کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اسے منظور فرما لیا۔

اس کے بعد جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے ناظر صاحب کی اس تجویز کے متعلق کہ ان کی پیش کردہ سکیم منظور کی جائے یہ تجویز پیش کی۔ کہ

پہلی سب کمیٹی میں چونکہ ناظر صاحب کی سکیم پر کامل غور نہیں ہوا اس لئے محکمہ کی طرف سے ایک رپورٹ پیش ہو۔ اس کے ساتھ دوسری یونیورسٹیوں کے انتظام کا ڈھانچہ ہو۔ اور یہ رپورٹ خلیفۂ وقت کے سامنے پیش ہو۔ جو اس پر ایک سب کمیٹی مقرر کریں۔ اور یہ رپورٹ آئندہ سال کی مجلس مشاورت کے سامنے برائے مشورہ پیش ہو۔

کثرت آراء نے اس کی تائید کی۔ اور حضور نے اسے منظور فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے احمدیہ یونیورسٹی کی ضرورت اور اہمیت پر مفصل تقریر فرمائی۔ اور اس پر ایجنڈا کی کارروائی ختم ہوئی۔

آخر میں حضور نے ایک تقریر فرمائی۔ جس میں جماعت کو روحانیت کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنی ساری جدوجہد کی غرض محض روحانیت اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے پر منحصر رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ مجلس مشاورت کی کارروائی ختم کرنے کے بعد حضور نے کشمیر کے متعلق جدوجہد میں خود مالی امداد دینے اور دوسروں سے حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور اجلاس دعا پر دو بجے ختم ہوا۔ جن اصحاب نے اسی وقت جانا تھا۔ انہیں حضور نے رخصت دی اور مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ حضور باوجود علالت کے ان ایام میں دن رات اس قدر مصروف رہے۔ کہ جس کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔ تا دنیا آپ کے فیوض اور برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی امداد کا شکریہ

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ از راہ کرم ہمارا یہ شکریہ جو مختصر الفاظ میں ہے۔ شائع کر دیا جائے۔

ہم مسلمان جو علاقہ تحصیل بھمبر کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے۔ کہ فی الواقعہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ہم پر بے حد احسان و کرم کئے ہیں۔ اس نے جہاں ہماری اور بہت سی امداد کی۔ وہاں طبی امداد مجروحین و مضروبین علاقہ سریاہ و بناہ و سماہنی تحصیل بھمبر کے لئے قادیان سے ڈاکٹر محمد منیر صاحب و دیگر اصحاب کو روانہ کیا۔ جنہوں نے پچھلے دنوں اس علاقہ میں دورہ کر کے بکمال شفقت ان زخمیوں کا علاج کیا۔ جو ظالم و سفاک ڈوگروں کے ظلم کا تختۂ مشق ہو چکے تھے۔

محمد اکبر خان و زین العابدین از طرف مسلمانان سماہنی و سریاہ تحصیل بھمبر۔

تصحیح

اخبار الفضل مجریہ ۱۵ مارچ کے صفحہ ۹ پر زیر عنوان تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ جماعت احمدیہ دہلی کے عہدیداروں کی جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں سیکرٹری تبلیغ مولوی عبد الحمید صاحب لکھے گئے ہیں۔ اور سیکرٹری تعلیم و تربیت کا نام نہیں لکھا گیا۔ اس کی تصحیح اس طرح کی جاتی ہے۔

سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مولوی عبد المجید صاحب مولوی فاضل

سیکرٹری تبلیغ ۔ عبد الحمید صاحب

(ناظر اعلیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۶ قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۳۲ء جلد ۱۹

مڈلٹن رپورٹ کا دوسرا حصہ

ریاست کے ذمہ وار حکام و افسروں کے خلاف شدید الزامات

حکام کی بے تدبیری اور نا اہلیت

مڈلٹن رپورٹ کا دوسرا حصہ جو صوبہ جموں کے واقعات کے متعلق تحقیقات پر مشتمل ہے۔ شائع ہو گیا ہے۔ اس کے سب پہلوؤں پر نظر تو اسی وقت کی جا سکتی جب مکمل رپورٹ دستیاب ہو سکے۔ لیکن جو خلاصہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس سے کم سے کم اتنا تو ضرور ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں کو جس نہایت ہی دردانگیز تباہی و بربادی کا شکار ہونا پڑا۔ اس کا موجب ریاست کے سول اور ملٹری افسر ہوئے جن کی نہ صرف بے تدبیری اور نا اہلیت کی وجہ سے بلکہ دیدہ دانستہ غفلت اور لاپرواہی کے باعث مسلمانوں کو جان و مال کا بہت بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر جموں کے افسر اور حکام وقت پر فرقہ وارانہ فساد انسداد کی کوشش کرتے۔ تو جموں میں قتل و خونریزی اور لوٹ مار کی نوبت ہی نہ آتی۔ اور اگر فوجی افسر قیام امن کے متعلق اپنا فرض صحیح طور پر محسوس کرتے۔ اور دیدہ دانستہ کوتاہی کے مرتکب نہ ہوتے تو فساد شروع ہو جانے کے بعد بھی جان و مال کا نقصان اس قدر نہ ہوتا۔ جتنا کہ ہوا۔ لیکن سول اور پولیس نے جہاں دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے پیش بندی کے طور پر کچھ نہ کیا۔ اور مسلمانوں کی آئینی جد و جہد کے خلاف ہندوؤں کو فرقہ وارانہ رنجش اور کشیدگی پیدا کرنے سے نہ روکا۔ وہاں ملٹری نے فسادات کے بعد ہندوؤں کو مسلمانوں کے قتل و غارت کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اور جب تک انگریزی فوج نے پہنچکر انتظام اپنے ہاتھ میں نہ لے لیا۔ بالفاظ مسٹر ایل مڈلٹن آئی۔ سی۔ ایس "مسلمان کچھ روز تک سوائے اپنے محلوں کے جموں کے بازاروں میں غیر محفوظ تھے" حالانکہ ریاستی فوجیں فساد شروع ہوتے ہی شہر پر قبضہ کر چکی تھیں۔ سارا انتظام ان کے ہاتھ میں آچکا تھا۔ اور جگہ جگہ فوجی پہرے مقرر تھے۔

ملٹری اور سول کے افسروں کا افسوسناک رویہ

مڈلٹن رپورٹ میں ریاست کے ملٹری اور سول دونوں محکموں کے افسروں کے اس رویہ کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ:-

"اگر حکام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرتے۔ اور مضبوطی سے صورت حالات کا مقابلہ کرتے۔ تو معاملہ قابو سے باہر نہ ہو جاتا"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ فسادات اور ان کے تمام ناگوار اور دردانگیز نتائج کی ذمہ داری ریاستی حکام پر عائد ہوتی ہے۔ اول تو ذمہ وار حکام نے پیش بندی کے طور پر کچھ نہ کیا۔ اور باوجود یہ جانتے ہوئے کچھ نہ کیا۔ کہ ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کی وجہ سے فرقہ وارانہ جذبات سخت مشتعل ہو رہے ہیں حتے کہ جب بالفاظ مسٹر مڈلٹن "ہندوؤں نے بھی مسلح رضاکاروں کے جلوس شہر میں نکالے جس کی وجہ سے جذبات میں تلخی پیدا ہو گئی" اس وقت بھی حکام نے احتیاطی تدابیر اختیار نہ کیں۔ اور وہ ہندو مسلمانوں کے تصادم کو روکنے کے متعلق بالکل لاپرواہ رہے۔ آخر جب فساد شروع ہو گیا۔ تو حکام کا رویہ اور بھی زیادہ افسوسناک ہو گیا جس کے متعلق مسٹر مڈلٹن کو صاف طور پر لکھنا پڑا۔ کہ "فساد کے دوران میں حکام ریاست کی بے تدبیری کو بہت کچھ دخل ہے" اس نازک موقعہ پر ذمہ وار حکام نے جس قابلیت اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیا۔ اس کا ذکر مسٹر مڈلٹن کو ان الفاظ میں کرنا پڑا:-

"ہر ایک حاکم ذمہ داری کو اپنے اوپر لینے سے کتراتا رہا۔ اور عین مشکل کے وقت ہر افسر اپنے سے بڑے افسر کے پاس جا کر آرڈر لینے کی کوشش کرتا رہا"۔

مسٹر مڈلٹن کا اخذ کردہ نتیجہ

مسٹر مڈلٹن نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ

"اس معاملہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان حکام کو اپنی ذمہ داری کا پوری طرح احساس نہیں تھا۔ اور نہ انہیں اپنے فیصلوں پر اعتماد تھا" یہ نتیجہ بجائے خود بالکل صحیح ہے۔ اور جن شواہد کی بنا پر اخذ کیا گیا ہے۔ وہ اپنے اندر اس قدر معقولیت رکھتے ہیں۔ کہ متعصب ہندو اخبارات بھی انہیں درست تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۰۔ مارچ) لکھتا ہے:-

"اگر جموں کے افسران اور حکام وقت پر تدارک کر لیتے۔ تو جموں میں کوئی خرابی ہی پیدا نہ ہوتی۔ جموں کے معززین۔ جموں کے وکلا اور جموں کے باخبر لوگ لمحہ لمحہ کی اطلاع حکام کو دیتے رہے۔ اور حکام یہ کہکر ٹال دیتے رہے۔ کہ سب ٹھیک ہے۔ وکلا نے حلفیہ بیان تک حکام کے سامنے دیئے۔ لیکن پھر بھی آنے والے خطرہ کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر نہ کی گئی۔ اور مڈلٹن رپورٹ میں ان حکام اور افسران کو بجا طور پر ملزم گردانا گیا ہے"۔

ایک ضروری اضافہ

غرض فساد سے قبل اور فساد کے دوران میں ریاستی حکام پر جو ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ اسے ادا کرنے میں وہ کلیتہً ناکام رہے۔ اور مسٹر مڈلٹن کی اس رائے کو ہندو بھی درست تسلیم کر رہے ہیں لیکن وہ اسے صرف حکام کی ناقابلیت اور اپنی ذمہ داری کا عدم احساس قرار دے کر خاموش ہو جانا چاہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس میں اس بات کا اضافہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ذمہ وار حکام کی ناقابلیت اور لاپرواہی کے ساتھ ہی فرقہ وارانہ جذبات کا بھی وہ شکار رہے۔ اور انہوں نے دیدہ دانستہ حالات کو اس درجہ خطرناک اور نقصان رساں بننے دیا۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ رعایا کے کمزور اور بے کس طبقہ کو زیادہ سے زیادہ نشانہ آلام بننے دیں۔ لیکن اس کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے اپنے سے اعلیٰ حکام کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ یہ ان کی نہایت گہری چال تھی۔ اور اس طرح جو کچھ وہ چاہتے تھے۔ وہی ہوا۔ البتہ مسٹر مڈلٹن کی فراست اور دوربینی سے وہ بچ نہ سکے۔ اور ان پر حقیقت ظاہر ہو گئی۔

پولیس کے متعلق مسٹر مڈلٹن کی رائے

اگرچہ ریاستی پولیس کے تمام چھوٹے بڑے بھی انہی حکام میں شامل تھے۔ جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ لیکن یہ محکمہ چونکہ خصوصیت سے بدامنی سے روکنے اور امن قائم کرنے کا ذمہ وار ہے۔ اور اس کی خرابی بہت زیادہ قابل سرزنش ہے۔ اس لئے مسٹر مڈلٹن نے اس کا علیحدہ طور پر بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"محکمہ پولیس کی حالت بہت افسوسناک ہے۔ ضرورت ہے کہ اس محکمہ کو نئے سرے سے باقاعدہ منظم کیا جائے"۔

"اصل ریاست کا محکمہ پولیس ہی ہے جس کی مہربانیوں کے نتیجہ میں مسلمانوں کو اس حد تک نشانہ جبر و تشدد بننا پڑا۔ اسی محکمہ کے ایک افسر نے جموں کے ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں خطبہ عید پڑھنے سے امام صاحب کو روک کر مذہبی احکام میں دست اندازی کی۔ اور اس طرح

تمام مسلمانوں کے مذہبی جذبات و احساسات کو سخت مجروح کیا۔ اسی محکمہ کے ایک معمولی ملازم نے طیش میں آکر ایک مسلمان کنسٹیبل کے ساتھ اس قدر بدسلوکی کی۔ کہ اس کا قرآن کریم کی بعض سورتوں کا مجموعہ جو اتنا ہی مقدس اور قابل احترام ہے۔ جتنا سارا قرآن کریم۔ زمین پر گرا دیا۔ پھر یہی وُہ محکمہ ہے جس نے ایک پردیسی مولوی عبد القدیر صاحب کو محض اس لئے گرفتار کر لیا۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو مذہبی احکام کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور آخر اس معاملہ نے ایسی شکل اختیار کر لی کہ مسلمانانِ کشمیر کے ایک بہت بڑے مگر بالکل نہتے مجمع پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔

یہ وُہ واقعات اور حادثات ہیں۔ جو ریاست جموں و کشمیر میں بے چینی و اضطراب۔ بدامنی اور فسادات کی بنیاد ہیں۔ اور ان سب میں محکمہ پولیس ہی کارفرما ہے۔ ایسی صورت میں مسٹر مڈلٹن نے یہ بالکل صحیح اور درست کہا۔ کہ "محکمہ پولیس کی حالت بہت افسوسناک ہے"

ریاستی فوج اور مسٹر مڈلٹن

پولیس کے بعد ریاستی فوج کے متعلق بھی مسٹر مڈلٹن نے اظہار رائے کیا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"فساد کے وقت فوج فوراً موقع پر پہونچ گئی۔ جس نے مسلمانوں کو تو منتشر کر دیا۔ اور ہندوؤں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا گیا۔ جنہوں نے جتھے بنا کر اکے دکے مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی دوکانوں کو فوج کی موجودگی میں لوٹنا شروع کر دیا۔ ہندو مسلمانوں کو اس طرح تباہ و برباد کر رہے تھے۔ لیکن فوجی سپاہی پاس کھڑے دیکھتے رہے اگرچہ بعد میں فوج کو شہر کے مختلف حصوں میں تعینات کر دیا گیا لیکن ہندوؤں کی چیرہ دستیاں کئی دنوں تک بدستور جاری رہیں"

ریاستی فوج کے یہ کارنامے کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ ان سے انداز لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو جو پہلے ہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ انہوں نے فوجی سپاہیوں کو اپنا پشت پناہ پا کر۔ اور ان کی حفاظت میں اپنے آپ کو سمجھ کر کیسے کیسے شرمناک مظالم توڑے اور کس بے دردی سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا۔

غرض مڈلٹن رپورٹ کے دُوسرے حصہ کا جہاں تک ریاستی فوج اور حکام سے تعلق ہے۔ اس کے نتائج بالکل صاف اور واضح ہیں۔ دیکھئے ریاست ان نتائج کی بنا پر کیا کارروائی کرتی ہے۔ اور مجرم حکام کو کس سلوک کا مستحق سمجھتی ہے۔

کیا ریاست کشمیر مسلمانوں کی تکالیف کا ازالہ کرنا چاہتی ہے

مسٹر مڈلٹن نے ایک طرف تو اپنی رپورٹ میں واقعات کے نتائج بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "مسلمانوں کو واقعی شکایات تھیں" اور دُوسری طرف یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ

"اس امر کی سخت ضرورت ہے۔ کہ رعایا کی تکلیفوں کی پوری طرح تحقیقات اور ان کے ازالہ کی کوشش کی جائے"

لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسٹر گلینسی کی زیر صدارت جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اور اس میں جن لوگوں کو مسلمانوں کے نمائندے قرار دیا گیا ہے۔ ان کی قابلیت اور سیاسی امور کے متعلق واقفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ مسلمانوں کی تکالیف کی پوری طرح تحقیقات کا انتظام کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ محض فریب (؟) معلوم ہوتی ہے جس کے خلاف مسلمان پر زور صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ مگر ریاست تا حال اس بارے میں چپ سادھے ہوئے ہے جب مسلمانوں کی تکالیف کی تحقیقات کی یہ صورت ہے۔ تو ان کی تکالیف کے ازالہ کے لئے جو کچھ کیا جائے گا۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ کاش مسٹر مڈلٹن کی تحقیقات کے نتائج کو ہی پیش نظر رکھ کر ریاست مسلمانوں کی تکالیف کو دُور کرنے۔ اور ان کے مطالبات پورے کرنے کی طرف جلد سے جلد متوجہ ہو۔

مُسلم کانفرنس کی ایک اہم قرارداد

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس لاہور میں سب سے اہم مسئلہ گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹیوں کے متعلق مسلمانوں کے رویہ پر غور کرنا تھا۔ ایک طبقہ کی طرف سے اس بات پر بے حد زور دیا جا رہا تھا۔ کہ چونکہ حکومت نے ابھی تک فرقہ وارانہ مسئلہ کا کوئی تصفیہ نہیں کیا۔ اور مسلمانوں کو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ ان کے حقوق اور مطالبات کس حد تک منظور کئے جائیں گے۔ اس لئے مسلمان ممبروں کو مشاورتی کمیٹیوں کا کلیتہً بائیکاٹ کر دینا چاہیئے۔ اور ان کی کارروائی میں شریک نہیں ہونا چاہیئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مضمون میں اس طریق عمل کے نقصانات بیان فرما کر مسلمانوں کو اپنے حقوق و مطالبات منوانے کی اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا تصفیہ کرانے کے لئے بعض نہایت مؤثر تدابیر بتائی تھیں۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس نے غور و خوض کے بعد مشاورتی کمیٹیوں کے بائیکاٹ کی تجویز کو منظور نہیں کیا۔ اور اس بارے میں جو تجویز منظور کی گئی ہے اس میں یہ قرار پایا ہے۔ کہ

"حکومت برطانیہ کے اس عہد کے پیش نظر جس کے ذریعہ سے اس نے غیر ضروری توقف کے بغیر فرقہ وار مسئلہ کے متعلق اپنا فیصلہ صادر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس حکومت پر زور دیتی ہے۔ کہ وُہ سرعت ممکنہ کے ساتھ اپنے فیصلہ کا اعلان کر دے۔ تاکہ ملت اسلامیہ ہند جدید دستور اساسی میں اپنی حیثیت اور درجہ کو واضح طور پر سمجھ سکے۔ اور اگر آئندہ جُون کے اختتام پذیر ہونے تک حکومت نے فرقہ وار مسئلہ کے بارے میں اپنے کسی فیصلہ کا اعلان نہ کیا تو کانفرنس قرار دیتی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ ۵ جولائی ۱۹۳۲ء تک کانفرنس کے اگزکٹو بورڈ کا ایک جلسہ طلب کیا جائے۔ تاکہ بلا واسطہ کارروائی کا لائحہ عمل مدون کیا جا سکے"

وزیر ہند نے اپنی تقریر میں۔ اور وزیر اعظم نے اپنے حال کے اعلان میں فرقہ وارانہ مسئلہ کے تصفیہ کے اعلان کے متعلق واقعات کی ناگزیر رفتار کی بنا پر جس توقف کا ذکر کیا ہے۔ اس کے لئے یہ عرصہ نہایت کافی ہے جو آل انڈیا مسلم کانفرنس نے تصفیہ کے انتظار کے لئے تجویز کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ اس عرصہ میں حکومتِ برطانیہ اعلان شائع کر دے گی جس میں اقلیتوں اور خاص کر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا پورا سامان ہو گا۔ اور اس وقت تک جو وعدے کئے گئے ہیں۔ ان کی عملی طور پر تصدیق کر دی جائے گی۔

مُسلمانوں کی ضروری تنظیم

چونکہ یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حکومت برطانیہ کا اعلان واقعہ میں مسلمانوں کے لئے اطمینان کا باعث ہو سکے گا۔ اور مسلمانوں نے جو اقل ترین مطالبات پیش کر رکھے ہیں۔ ان میں کوئی ایسا تغیر نہ کیا جائے گا۔ جسے مسلمان برداشت نہ کر سکیں۔ اس لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اسی قرارداد میں یہ تجویز بھی پاس کی ہے۔ کہ

"اس دوران میں ملت اسلامیہ کی معرعہ تحت طریق پر تنظیم عمل میں لائی جائے۔ تاکہ دفعتہً ضرورت پیش آنے پر اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

۱۔ ملک کے گوشے گوشے میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی شاخیں قائم کی جائیں۔ ۲۔ ملک کی مختلف مسلم مجالس کے مابین اتحاد عمل پیدا کیا جائے تاکہ قوم کو سیاسی آزادی حاصل ہو سکے۔ نیز اقتصادی فلاح و بہبود۔ اور استحکامِ ملی حاصل ہو سکے۔ ۳۔ کانفرنس کی شاخوں کے ماتحت رضا کار بھرتی کئے جائیں۔ اور ان سے اس بات کا عہد لیا جائے۔ کہ وُہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے مطالبات کو نافذ العمل کرانے کے لئے ہر ممکن قربانی کریں گے۔ ۴۔ متذکرہ صدر مقصد کی تکمیل کے لئے سرمایہ کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کا یہ اجلاس مجلس عاملہ کو اس امر کا اختیار دیتا ہے۔ کہ وُہ براہ راست کارروائی عمل میں لانے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کرے۔ اور اسے جُون ۱۹۳۲ء کے اختتام تک کانفرنس کے اگزکٹو بورڈ کے روبرو پیش کرے۔ تاکہ ضروری کارروائی کی جا سکے"

یہ سب باتیں نہایت ضروری اور اہم ہیں۔ اور اگر کامیابی کے ساتھ انہیں سرانجام دیا گیا۔ تو مسلمانوں کے حقوق و مطالبات پر ان کا نہایت خوشگوار اثر پڑے گا۔ لیکن بصورت دیگر یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ان امور کی طرف سے بے توجہی سخت نقصان کا موجب ہو۔ پس ان تجاویز کو پوری سرگرمی کے ساتھ کامیاب بنانا چاہیئے۔

احمدیت کے متعلق مضمون

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شاندار علم کلام

(۱)

حضرت مسیح ناصری کی پیشگوئی

سورۃ صف میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فرما کر اپنے جس مثیل کی بعثت کی خوشخبری دی ہے۔ اس کی ایک علامت کا ذکر قرآن مجید نے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں کیا۔ اور بتایا۔ کہ مسیح موعود کے وقت ادیان باطلہ پر دین حقہ کو کامل طور پر غالب کر دیا جائیگا۔ یہ غلبہ علی الادیان اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تکمیل ہدایت کے رنگ میں ہوچکا تھا۔ مگر تکمیل اشاعت ہدایت کے رنگ میں ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور مسیح موعود کا زمانہ مقدر تھا چنانچہ متقدمین میں سے بھی بعض نے اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ غلبہ علی الادیان حقیقی طور پر مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا (روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۶۲)

دلائل و براہین کا غلبہ

چونکہ قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ دین کے بارے میں جبر کو جائز نہیں رکھتی۔ اس لئے یہ غلبہ بہر صورت دلائل و براہین کا ہی غلبہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ میں بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ وہی شخص ہلاک ہوسکتا ہے۔ جسے دلائل کی تلوار ہلاک کرے۔ اور وہی شخص بامراد کہلا سکتا ہے جو زور براہین سے غلبہ حاصل کرے۔ ورنہ ظاہری تلوار تو آج اگر مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے۔ تو کل کفار کے ہاتھ میں جا سکتی ہے لیکن براہین و ادلہ کی تلوار ہمیشہ اسلام کی صحیح تعلیم پر چلنے والوں کے ہاتھ میں رہتی ہے۔

پس مسیح موعود کے زمانہ کیلئے مشیت ایزدی نے یہ مقدر کر دیا تھا۔ کہ دلائل و براہین کے رو سے ادیان باطلہ کا زور توڑ دیا جائے۔ اور اسلام کا غلبہ ثابت کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فی الحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن زور دار دلائل اور پر شوکت براہین کے ہتھیاروں سے مسلح کر کے بھیجا۔ کفر و طغیان کی مجموعی قوتیں بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اور آپ کے سامنے دلائل کے میدان میں وہ خطرناک طور پر پسپا ہو گئیں ؛

بیرونی اور اندرونی اعدائے اسلام

اگر ہم موجودہ صدی کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں نظر آئے گا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں دو طریق پر اسلام کو صدمت پہنچ رہا تھا۔ ایک بیرونی اعداء کے ذریعہ اور دوسرے اندرونی دشمنوں کے ہاتھوں بیرونی طور پر جو لوگ اسلام کے قلعہ پر اپنی پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور ہو رہے تھے۔ ان میں آریہ۔ عیسائی۔ برہمو سماجی اور سکھ وغیرہ تھے۔ اور اندرونی طور پر مسلمانوں کے اپنے اختلافات اور پھر خانہ جنگی انہیں ہر روز ضعف و انحطاط کے گڑھے میں گرا رہی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے بیرونی حملہ آوروں کی مدافعت کی۔ اور اتنی قوت کے ساتھ کی۔ کہ آج دوست و دشمن شاہد ہیں۔ کہ اگر اسلام کا یہ نامی پہلوان کشتی اسلام کو سیلاب حوادث سے بچانے کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔ تو اسلام کا نام و نشان مٹ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زبردست دلائل کا جن سے آپ نے ان اعداء اسلام کی صفوں کو پامال کیا۔ مختصراً اس وقت ذکر کیا جاتا ہے۔

آریہ مذہب کا ابطال

آریوں نے اسلام کے خلاف جو فتنہ برپا کیا تھا۔ وہ ایک نہایت خطرناک فتنہ تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف ان کی طرف سے اسلام پر جو حملے کئے جاتے تھے انکی کامیاب مدافعت کی۔ بلکہ ویدک دھرم کا پول کھول کر رکھدیا۔ آپ نے فرمایا۔ موجودہ وید اگر ایشوری گیان اور موجودہ زمانہ میں پر ضلالت دنیا کے لئے راہنمائی کا کام دینے والی کتاب ہے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فعل اپنے قول کی صداقت کی شہادت دیتا۔ اور وہ شہادت یہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ ویدوں کی حفاظت فرماتا۔ اور اسے تحریف و الحاق کے داغ سے منزہ رکھتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ ویدوں میں تحریف ہوئی حتیٰ کہ ابھی تک یہ بات بھی پورے وثوق سے بیان نہیں کی جاتی۔ کہ وید تین ہیں۔ یا چار۔ پس جب ویدوں کی تعداد کے متعلق ہی اختلاف ہے۔ اور جبکہ ویدوں کی یہ کیفیت ہے۔ کہ انہیں سے پنڈت مہیدھر جیسے لوگوں نے نہایت حیا سوز امور اخذ کر کے لوگوں میں پھیلائے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وید تحریف کے داغ سے منزہ نہیں ہیں۔ پس پہلا امر جس سے آریہ مذہب کا ابطال ہوتا ہے یہ ہے۔ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ویدوں کی حفاظت کا سامان نہیں کیا۔ اور ان کی تحریف کی گئی۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"جو حال میں ہندو صاحبان کے ہاتھ میں وید ہیں جن کو وہ لوگ رگ اور یجر اور شام اور اتھرون سے موسوم کرتے ہیں۔ اور رچ اور یجش اور سامن اور اتھر ونا بھی بولتے ہیں۔ ان کا ٹھیک ٹھیک حال کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تھے کوئی کہتا ہے۔ کہ اگنی اور وایو اور سورج کو یہ الہام ہوا تھا۔ جو بالکل نامعقول بات ہے۔ اور کسی کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ برہما کے چار مکھ سے یہ چاروں وید نکلے تھے۔ اور کسی کی یہ رائے ہے۔ کہ یہ الگ الگ رشیوں کے اپنے ہی بچن ہیں۔ غرض اب ان بیانات میں یہاں تک تناقض ہے۔ کہ کچھ پتہ نہیں ملتا۔ کہ آیا ان اشخاص کا کچھ خارج میں وجود بھی تھا۔ یا محض فرضی نام ہیں۔ اور وید پر نظر کرنے سے تیسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ اور اتھرون وید کی نسبت تو اکثر محقق پنڈتوں کا اسی پر اتفاق ہے۔ کہ وہ ایک جعلی وید یا براہمن پستک ہے۔ جو پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے اور یہ رائے کچی بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رگ وید میں جو سب ویدوں کا اصل الاصول اور سب سے معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ صرف رگ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے۔ اور اتھرون وید کا نام تک درج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ضرور ذکر ہوتا۔ پھر یجر وید کے ۳۴ ادھیائے میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ وید صرف تین ہی ہیں۔ اور ایسا ہی شام وید میں بھی ویدوں کا تین ہونا بیان کیا ہے۔ اور منو جی بھی اپنی پستک کے ساتویں ادھیائے بیالیسویں اشلوک میں تین وید ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اور جوگ بشسٹ میں جو ہندوؤں میں بڑی متبرک کتاب شمار کی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے۔ جو خاص راجہ رام چندر جی کو ان کے بزرگ استاد نے دی تھیں۔ چاروں ویدوں کی نسبت ایسا صاف بیان کیا ہے۔ کہ بس فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ صرف اتھرون وید کے وید ہونے میں بحث نہیں۔ بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے۔ اور کوئی ان میں سے ایسا نہیں۔ جو تغیر اور تبدل اور کمی اور بیشی سے خالی ہو"

(براہین احمدیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸)

اسی طرح فرماتے ہیں ار

"جس شخص کو ہندوؤں کی تاریخ سے واقفیت ہے۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ وید پر بڑے بڑے تغیرات آئے ہیں۔ اور ایک زمانہ میں ویدوں کو مخالفوں نے آگ میں جلا دیا تھا۔ اور مدت تک وہ ایسے لوگوں کے قبضہ میں رہے۔ جو عناصر پرستی اور مورتی پوجا کے دلدادہ تھے۔ اور بجز اس قسم کے براہمنوں کے دوسروں پر ان کا پڑھنا حرام کیا گیا تھا پس اسی وجہ سے وید کے پستک عام طور پر مل نہیں سکتے تھے۔ بلکہ صرف بڑے بڑے براہمنوں کے کتب خانوں میں ہی پائے جاتے تھے جو بت پرست اور عناصر پرست ہو چکے تھے۔ اس صورت میں خود عقل قبول کرتی ہے کہ ان دنوں میں ان براہمنوں نے بہت کچھ مشرکانہ حاشیے وید پر چڑھائے ہوں گے۔ اور اسی بات کے اکثر محقق آریہ ورت کے قائل ہیں۔ کہ بعض زمانوں میں وید بڑھائے گئے۔ اور بعض میں گھٹائے گئے اور بعض وقت جلائے گئے" (نسیم دعوت صفحہ ۱۲۱)

ویدوں کی زبان مردہ ہو چکی

پھر آریہ دھرم کے ابطال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک یہ دلیل پیش فرمائی۔ کہ جس زبان میں کلام الٰہی نازل ہو۔ اس کے بولنے والوں کا دنیا سے نابود ہو جانا بھی اس امر کا ثبوت ہے۔

کہ اب وہ کتاب قابل عمل نہیں رہی۔ بلکہ وہ قانون منسوخ ہو چکا۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ ویدوں کی الہامی زبان مردہ ہو چکی۔ دنیا میں کسی جگہ بولی نہیں جاتی۔ اور ویدوں کے حاملین کا اکثر حصہ عام طور پر بھی اس زبان سے بے بہرہ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایشور کے نزدیک یہ کتاب اس قابل نہیں رہی۔ کہ اسے دنیا کے سامنے بطور ہدایت نامہ پیش کیا جا سکے۔ درحقیقت الہامی کتاب کی زبان کا زندہ رہنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کتاب کے صحیح مطالب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ جب تک اس کی زبان پر لوگوں کو پورا عبور نہ ہو۔ لیکن چونکہ ویدوں کے متعلق یہ نظر نہیں آتا اس لئے معلوم ہوا۔ کہ وید اب دنیا کے لئے قابل عمل نہیں ؛

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"اگر فرض محال کے طور پر یہ بھی خیال کیا جائے۔ کہ وید کل دنیا کے لئے آیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر یہ بخل جائز رکھا جائے۔ کہ اس نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو اپنے شرف مکالمہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا۔ تو اس صورت میں اس قدر تو چاہیئے تھا۔ کہ پرمیشور وہ زبان اختیار کرتا۔ جو تمام زبانوں کی ماں ہو۔ اور زندہ زبان ہو۔ نہ سنسکرت کہ کسی طرح وہ تمام زبانوں کی ماں نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ وہ زندہ زبان ہے۔ بلکہ مدت ہوئی۔ کہ مر گئی۔ اور کسی ملک میں وہ بولی نہیں جاتی۔ ہاں یہ درجہ ام الالسنہ ہونے کا عربی زبان کو حاصل ہے۔ اور وہی آج ان تمام زبانوں میں سے جن میں آسمانی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ زندہ زبان ہے۔ اور ہم نے بڑی تحقیق سے تمام زبانوں کا مقابلہ کر کے بہت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ درحقیقت عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے" (نسیم دعوت صفحہ ۹۳)

صداقت کے نشانات کا فقدان

آریوں کے ابطال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت زبردست مطالبہ پیش فرمایا۔ کہ وید اگر زندہ الہامی کتاب ہے۔ تو روحانی زندگی کے نشانات آریوں میں کیوں نظر نہیں آتے۔ چونکہ زندگی کے نشانات آریوں میں مفقود ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ اس زمانہ کو وید کی ضرورت نہیں

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"وید برکات روحانیہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچنے سے قاصر اور عاجز ہے۔ اور کیونکر قاصر و عاجز نہ ہو۔ وہ وسائل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی طریقہ حقہ خدا شناسی و معرفت شعار الٰہی و بجا آوری اعمال صالحہ و تحصیل اخلاق مرضیہ و تزکیہ نفس عن رذائل نفسیہ ان سب معارف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بکلی محروم ہے۔ کیا کوئی آریہ صفحہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل پر ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلا دے اگر کوئی زندہ ہو ہمیں اطلاع دے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴۶)

نیز فرماتے ہیں :-

"وید کی رو سے پرمیشور اپنے خاص بندوں کی تائید کے لئے کوئی ایسا نشان ظاہر نہیں کر سکتا۔ جو معمولی انسانوں کے علم اور تجربہ سے بڑھ کر ہو۔ پس اگر وید کی نسبت بہت ہی حسن ظن کیا جائے تو اس قدر کہیں گے۔ کہ وہ صرف معمولی سمجھ کے انسانوں کی طرح خدا کے وجود کا اقرار کرتا ہے مگر خدا کی ہستی پر کوئی یقینی دلیل پیش نہیں کرتا۔ غرض وید وہ معرفت عطا نہیں کر سکتا جو تازہ طور پر خدا کی طرف سے آتی ہے۔ اور انسان کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیتی ہے مگر ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے۔ کہ قرآن شریف اپنی روحانی اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتا ہے۔ اور پھر بڑے بڑے نشان دکھا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے۔ کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے۔ جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۲)

رشیوں کے حالات زندگی کا غیر محفوظ ہونا

وید کے دھرم کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت وزنی دلیل یہ بھی پیش فرمائی۔ کہ الہامی کتاب جس پر نازل ہو۔ اس کے حالات زندگی کا محفوظ ہونا نہایت ضروری ہے۔ تا معلوم ہو سکے۔ کہ جو کچھ خدا کی طرف سے کہا گیا۔ اس پر عمل بھی کیا جا سکتا ہے ویدوں کے رشیوں کے حالات سخت تاریکی میں ہیں۔ نہ ان کا کیرکٹر واضح ہے۔ اور نہ کسی رشی کی زندگی کا نمونہ موجود ہے۔ اس لئے ویدوں کے متعلق تو یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ ان سے رشیوں کو بھی کوئی فائدہ پہنچا پھر دوسروں کو ان سے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"برکات روحانیہ محبت دو طرفہ کا تو کیا ذکر کریں۔ اس نعمت سے متمتع ہونا تو وید کے رشیوں کی نسبت بھی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ کون تھے۔ کیا نام تھا۔ کس شہر میں رہا کرتے تھے۔ اور کس عمر میں الہام پایا تھا۔ اور ان کے ملہم ہونے کا کیا ثبوت ہیں۔ یہ جو سنایا جاتا ہے۔ کہ ان کا نام اگنی وایو یعنی آگ، ہوا وغیرہ تھا۔ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔ جیسا کہ منشی اندرمن صاحب مراد آبادی بھی اپنے رسالہ آریہ پرکاش میں اس کے قائل ہیں۔ ہندوؤں کو آگ وغیرہ اپنے دیوتاؤں سے بہت پیار رہا ہے۔ اور رگوید کی پہلی شرتی اگنی سے ہی شروع ہوتی ہے۔ سو جن چیزوں سے وہ پیار کرتے تھے۔ انہی چیزوں پر ویدوں کا نازل ہونا تھوپ دیا۔ ورنہ ویدوں میں تو کہیں نہیں لکھا۔ کہ حقیقت میں ایسے چار آدمی کسی ابتدائی زمانہ میں گزرے ہیں۔ اور انہیں پر وید نازل ہوئے ہیں۔ اور اگر لکھا ہے۔ تو پھر آریوں پر واجب ہے۔ کہ ویدوں کی رو سے ان کا ملہم ہونا۔ اور ان کی سوانح عمری کسی رسالہ میں چھپوا دیں" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۵ و ۲۳۶)

روح و مادہ کی اولیت کا رد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ساتھ ہی وید کی تعلیم کے نقائص پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ آریوں کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ روح و مادہ ازلی ہیں۔ تناسخ درست اور نجات محدود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام امور کے متعلق زبردست تنقید فرمائی۔ آپ نے فرمایا جب مادہ اور اس کی طاقتیں۔ اسی طرح روح اور اس کے تمام خواص خود بخود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ان میں کوئی دخل نہیں۔ تو کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ان کا آپس میں جڑنا بھی خود بخود ہے۔ اور جبکہ پرمیشور نے نہ روحوں کو بنایا۔ اور نہ خریدا۔ تو ان کے جوڑ توڑ کا اسے کیونکر حق حاصل ہو گیا۔

پھر جبکہ پرمیشور نے روح و مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا۔ تو انسانوں کا اس کی عبادت کرنا بالکل بے معنی ہے۔ اسی طرح آپ نے فرمایا۔ کہ اگر روح و مادہ ازلی ہیں۔ تو پرمیشر کے وجود پر پھر کوئی قطعی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اس صورت میں دہریت اور الحاد کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ ایسا بدیہی البطلان عقیدہ ہے۔ کہ ایک بچہ بھی اس پر ہنسیگا۔ اگر روحیں خود بخود ہیں۔ تو پھر پرمیشور پرمیشور نہیں رہ سکتا۔ اور نہ پرستش کرانے کے لئے اس کا کوئی حق ٹھہرتا ہے۔ اور اس کا روحوں پر قبضہ کرنا صرف قبضہ جابرانہ ہو گا۔ اور ہم کوئی دوسرا نام اس قبضہ کا نہیں رکھ سکتے۔ ایسا ہی اس عقیدہ سے اس کی توحید تمام درہم برہم ہو جاتی ہے اور قدامت میں ذرہ ذرہ اس کے وجود کے ساتھ برابر ہو جاتا ہے۔ اور نیز بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ اس صورت میں وہ منبع فیوض نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ جب روحیں خود بخود ہیں۔ اور ان کی طاقتیں خود بخود ہیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کے ادراک مجہولات کی قوت بھی خود بخود ہو گی۔ اس صورت میں ان کو ادراک مجہولات کے لئے پرمیشور کی کچھ بھی حاجت نہ رہی۔ اور اس سے ماننا پڑیگا۔ کہ جیسا کہ روحیں قدیم سے خود بخود ہیں۔ ایسا ہی علوم ضروریہ کے تمام دروازے بھی قدیم سے ان پر کھلے پڑے ہیں۔ پس اس صورت میں پرمیشور کی کچھ بھی ضرورت نہیں رہیگی۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ روحیں تو خود بخود ہیں۔ مگر ان کے صفات خود بخود نہیں۔ تو یہ خیال خود غلط ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا تحقق وجود بغیر تحقق صفات کے ممکن نہیں۔ غرض اس عقیدہ سے پرمیشر سرچشمہ فیوض نہ رہا۔ اور اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو گیا۔ اور نیز اس کے وجود پر کوئی دلیل نہیں رہی۔ جس سے سمجھا جائے کہ وہ موجود بھی ہے۔ اور نیز اس عقیدہ سے پرمیشور تمام تعریفوں کا مستحق نہ رہا کیونکہ جب روحیں معہ اپنی طاقتوں کے اور ایسا ہی ذرات اجسام معہ اپنی طاقتوں کے قدیم سے خود بخود ہیں۔ اور پرمیشر کا ان میں دخل نہیں تو پھر پرمیشر تمام تعریفوں کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اور جن اپنی قدیم قوتوں کے ذریعہ سے کوئی شخص اعمال بجا لاتا ہے۔ ان اعمال کی بجا آوری میں بھی پرمیشر کا کچھ دخل قرار نہیں پا سکتا۔ کیونکہ پرمیشر کے فیض کا ان میں ایک ذرہ دخل نہیں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۱۹۶)

یہ صرف چند باتیں ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار دلائل میں سے پیش کی گئیں۔ انشاء اللہ العزیز کسی دوسری اشاعت میں بقیہ امور کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

تمدن اسلام

تمدنی اصول اور اسلام

اسلامی تعلیم کا کوئی پہلو لے لو۔ اس کے اندر ایسی خوبیاں نظر آئینگی۔ جن کا کسی دوسرے مذہب میں نام و نشان تک نہ ملیگا تمدنی لحاظ سے دنیا کے کسی مذہب نے اپنے متبعین کی رہنمائی کے لئے کوئی اصول تجویز نہیں کئے۔ بلکہ بعض مذاہب تو آپ کو ایسے بھی ملیں گے۔ جن میں اس عام مگر اہم بات کے متعلق بھی کوئی ہدایت نہیں۔ کہ کن کن عورتوں سے شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور کن سے کرنی چاہیئے۔ اور پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ ان کے ماننے والے انہیں سب سے افضل اور اعلیٰ یقین کرتے ہیں اور دعویدار ہیں۔ کہ ان کا مذہب عالمگیر ہے۔ لیکن اسلام نے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں بھی رہنمائی کی ہے اور ایسی ہدایات دی ہیں۔ کہ ان پر عمل کرنے سے بہت سی تمدنی اور معاشرتی تکالیف اور الجھنیں دور ہو سکتی ہیں۔

اذن طلبی

موجودہ تہذیب میں کسی شخص کے مکان پر بغیر اجازت جانا نہایت معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور ہمارے یورپ زدہ نوجوان اسے مغربی تہذیب کی خوبیوں کی ذیل میں پیش کیا کرتے ہیں لیکن اس بات کا انہیں کوئی علم نہیں کہ اس تہذیب کا بانی اسلام ہے۔ اسلام نے اس بات کو مذہب کا حصہ قرار دیکر قرآن پاک میں اس کے متعلق تاکیدی احکام صادر کئے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم یعنی کسی غیر شخص کے گھر میں بغیر اذن حاصل کئے مت داخل ہو۔ پہلے اہل خانہ کو سلام علیکم کہو۔ اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ۔ لیکن اگر وہ کہے۔ کہ اس وقت آنے کی اجازت نہیں۔ تو فوراً واپس چلے جاؤ۔ یہ بات ہے۔ جو تمہیں پاکیزگی کی طرف لے جا سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سختی سے اس پر عمل فرماتے تھے۔ آپ خود اگر کسی کے مکان پر جاتے۔ تو دروازہ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اذن طلب فرماتے۔ دروازہ کے عین سامنے اس لئے نہ کھڑے ہوتے۔ کہ شائد بے پردگی ہو۔ ایک دفعہ آپ سعد بن عبادہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور اذن حاصل کرنے کی غرض سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ مگر انہوں نے آہستگی سے جواب دیدیا۔ ان کے لڑکے نے دریافت کیا۔ کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کا جواب اور اندر تشریف لانے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعد نے کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار سلام کہیں گے۔ تو ہمارے لئے باعث برکت ہوگا۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ سلام کہا حضرت سعد نے پھر اسی طرح چپ سادھ رکھی۔ اس پر آپ نے تیسری بار سلام کہا۔ پھر بھی حضرت سعد خاموش رہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس چل پڑے۔ حضرت سعد نے جب یہ دیکھا۔ تو دوڑ کر پیچھے گئے۔ اور سارا ماجرا عرض کیا۔

اذن طلبی کی پابندی

آپ دوسروں سے بھی اس حکم کی سختی سے پابندی کراتے اگر کوئی شخص بغیر اذن طلبی آپ کے ہاں آجاتا۔ تو اسے واپس فرما دیتے چنانچہ ایک دفعہ قریش کے رئیس اعظم صفوان بن امیہ نے اپنے بھائی کے ہاتھ حضور کی خدمت میں دودھ ہرن کا بچہ۔ اور ککڑیاں بھیجیں۔ وہ بغیر اجازت حاصل کئے سیدھا اندر گھس آیا۔ اور کوئی ہوتا۔ تو ممکن ہے۔ اس بدتہذیبی کو گوارا کر لیتا۔ لیکن آپ چونکہ دنیا کو تہذیب و اخلاق کا درس دینے آئے تھے۔ اس لئے آپ نے نہ تو اس کی پوزیشن و وجاہت کا خیال کیا۔ اور نہ ہی اس کے تحائف لانے کی وجہ سے اسے کسی قسم کی رعایت کا مستحق سمجھا۔ بلکہ اسے صاف طور پر فرما دیا۔ کہ واپس جاؤ۔ اور اجازت لیکر اندر آؤ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک بار بنو عامر کا ایک شخص آیا۔ اور اس نے دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارا۔ کہ میں اندر آ سکتا ہوں۔ آپ نے ایک صحابی سے فرمایا۔ جاکر اس شخص کو اذن طلبی کا طریق سکھاؤ۔ جو یہ ہے۔ کہ پہلے سلام کرے۔ تب اجازت مانگے اسی طرح لکھا ہے۔ کہ ایک بار حضرت جابر نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کون ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ "میں" اس پر آپ نے فرمایا "میں میں" یعنی میں تو میں بھی ہوں۔ یہ کیا طریق جواب دینے کا ہے۔ صاف طور پر اپنا نام بتانا چاہیئے۔

جو لوگ محض اس بات کی وجہ سے کہ یورپین تہذیب بغیر اجازت کسی کے مکان میں داخل ہونے کو گوارا نہیں کرتی۔ اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ انہیں اول تو یہ غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس سنہری اصول کو دنیا کے سامنے سب سے پہلے کس نے پیش کیا ہے اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ اذن طلبی کا وہ طریق جو یورپ میں مروج ہے۔ اچھا ہے یا اسلام کا دستور۔ کہ پہلے اہل خانہ کے لئے خداتعالے سے سلامتی کی دعا مانگو۔

عام آداب مجلس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ تو یہ نہیں۔ کہ خود بخود ہی ممتاز مقام پر جاکر بیٹھ جائیں۔ بلکہ ہمیشہ اس سے پرہیز فرماتے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی خود آپ کے لئے کوئی امتیاز قائم کرنا چاہتا۔ تو اس سے بھی گریز فرماتے۔ ایک بار آپ حضرت عبداللہ بن عمر کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے چمڑے کا ایک گدا ڈال دیا۔ لیکن آپ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ اور گدا آپ کے اور حضرت عبداللہ بن عمر کے درمیان آگیا۔

مجلس میں آپ اس شائستگی سے بیٹھتے تھے۔ کہ دوسرے حاضرین سے گھٹنے آگے نہ بڑھنے پائیں۔ آپ نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہیں کرنی چاہیئے۔ خود آپ کا اپنا معمول یہ تھا۔ کہ جب تک دوسرا بات کہتا رہے۔ خاموشی اور تحمل کے ساتھ سنتے رہتے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنی گفتگو میں حد ادب کو بھی توڑ دیتا۔ تو آپ چشم پوشی اور درگزر سے کام لیتے۔

بیمار پرسی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے ہر معمولی سے معمولی بات کے متعلق ہدایات دے دی ہیں حتیٰ کہ غمخواری اور بیماروں کی عیادت بھی ضروری قرار دی ہے۔ باہم محبت اور اتحاد کو ترقی دینے کے لئے آپ نے حکم دیا ہے۔ کہ بیماروں کی عیادت کی جائے۔

صحیح بخاری باب وجوب عیادۃ المریض میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ عیادت بھی ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ عیادت کے لئے بھی آپ کی ہدایات اور رہنمائی موجود ہے۔ آپ جب کبھی کسی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے۔ تو اس کو مختلف طریقوں سے تسکین دینے کی کوشش فرماتے۔ اس کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے۔ اور فرماتے۔ انشاء اللہ طھور۔ یعنی خداتعالے نے چاہا۔ تو خیریت ہو جائیگی۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ عیادت اور بیمار پرسی کے موقعہ پر منحوس اور مایوس کن الفاظ زبان سے نکالنے کی آپ نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ اور اگر کوئی ایسی بات کرتا۔ تو اسے سخت ناپسند فرماتے۔ ایک بار آپ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اس کی دلدہی کے لئے کلمات تسکین فرمائے لیکن اس نے کہا۔ میں شدید تپ میں مبتلا ہوں۔ جو امید نہیں زندہ چھوڑے اور آپ فرماتے ہیں۔ خیریت ہے۔ اس کا یہ مایوسانہ طرز کلام آپ کو سخت ناگوار گزرا۔ اور آپ نے فرمایا اچھا یہی ہو۔

غمخواری

تمدن انسانی کا ایک اہم پہلو مصیبت اور تکلیف کے وقت دوسرے سے اظہار ہمدردی کرنا ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرنے والے کے اعزا کی دلجوئی اور دلداری کا حکم دیا ہے۔ ابتدا میں آپ کا یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی صحابی قریب المرگ ہوتا۔ تو آپ اس کے پاس تشریف لے جاتے اس کے لئے دعائے مغفرت فرماتے۔ اور آخر وقت تک وہاں بیٹھے رہتے۔ لیکن بعد میں جب مشاغل میں زیادتی کی وجہ سے مصروفیت بہت بڑھ گئی۔ تو موت کی خبر سن کر آپ جاتے۔ مرحوم کے لئے استغفار کرتے اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے۔ میت کے ساتھ قبرستان تشریف لے جاتے۔ اور دفن کر کے واپس آتے۔

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ برائے ۱۹۳۲ء

گزشتہ اعلان کے بعد ۲۱ مارچ تک جن جماعتوں کے نئے عہدہ داروں کی منظوریاں ہو چکی ہیں۔ ان کے نام معہ فہرست عہدہ داران درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ باقی جماعتوں کو بھی عہدہ داران کی فہرستیں جلد بھیج کر منظوری حاصل کر لینی چاہئیے۔ یہ کام جنوری کے اندر اندر ختم ہو جانا چاہئیے تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود متواتر اعلانوں کے تا حال بہت تھوڑی جماعتوں نے اپنے عہدہ داروں کی فہرست بھیج کر منظوری حاصل کی ہے۔ ناظر اعلیٰ ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء

جماعت احمدیہ لودھراں ضلع ملتان

پریزیڈنٹ منشی نواب خان صاحب
جنرل سکرٹری و سکرٹری مال محمود خان صاحب
سیکرٹری تبلیغ مستری عبدالخالق صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت شیخ مولا بخش صاحب
وائس پریزیڈنٹ حافظ دین محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ بیرونی۔ مولوی محمد سلیم صاحب و میاں محمد بخش صاحب

جماعت احمدیہ مانسہ علاقہ پٹیالہ

پریزیڈنٹ مرزا محمد علی بیگ صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی
سکرٹری مال شیخ محمد اسمٰعیل صاحب۔ پلیڈر
سکرٹری تبلیغ بابو منصب دار خان صاحب

جماعت احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر

جنرل سیکرٹری }
سکرٹری تعلیم و تربیت } میاں رحمت اللہ صاحب وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی قصبہ بنگہ
سکرٹری وصایا }
سکرٹری مال و تبلیغ فضل الدین صاحب
سکرٹری ضیافت شیخ محمد الدین صاحب

جماعت احمدیہ احمدی پور ضلع جہلم

پریزیڈنٹ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم
جنرل سیکرٹری میاں غلام مصطفیٰ صاحب
سیکرٹری تبلیغ محمد عبدالمغنی صاحب
" مال چوہدری محمد صادق صاحب

سیکرٹری تعلیم و تربیت میاں غلام حسن صاحب
" امور عامہ چوہدری اللہ داد صاحب

جماعت احمدیہ سنگڑھ ضلع بلگام احاطہ بمبئی

صدر حیدر خان حسین خان صاحب نرگند
جنرل سیکرٹری جناب گھوڑ و صاحب آدم صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت جناب احمد صاحب آدم صاحب تحصیلدار
" تبلیغ جناب امام حسین قاسم صاحب
" مال جناب امیر صاحب داؤد صاحب
سکرٹری امور سرکاری۔ جناب محمد صاحب عبدالرحمٰن صاحب پولیس پٹیل

جماعت احمدیہ کوہاٹ

جنرل سکرٹری }
خطیب } مولوی صلاح الدین صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل۔
سکرٹری تعلیم }
سکرٹری تبلیغ و مال مولوی فخرالدین صاحب
سکرٹری وصایا سید محمد حسین صاحب
سکرٹری امور خارجہ چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب بی۔ اے، ایل ایل بی وکیل

جماعت احمدیہ سرگودہا

جنرل سکرٹری محمد عبداللہ صاحب بوتالوی
جائنٹ سکرٹری ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نوشہروی
سکرٹری تبلیغ (مقامی) بابو محمد سعید صاحب
نائب منتظم تبلیغ ضلع "
سکرٹری تعلیم و تربیت مولوی غلام نبی صاحب
" وصایا منشی غلام محمد صاحب
" امور عامہ حافظ عبدالعلی صاحب۔ بی۔ اے۔ وکیل
" خارجہ "
سکرٹری مال ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب

جماعت احمدیہ ملتان شہر

پریزیڈنٹ شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر
جنرل سیکرٹری شیخ محمد حسین صاحب
سکرٹری تبلیغ و ترقی اسلام ملک عمر خطاب صاحب
محاسب منشی محمد حیات خان صاحب
سیکرٹری تعلیم ملک مولا بخش صاحب
" وصایا خان محمد اکبر خان صاحب
" امور عامہ مولوی عنایت اللہ صاحب
وائس پریزیڈنٹ }
سکرٹری امور خارجہ } منشی محمد بخش صاحب

جماعت احمدیہ کھاریاں ضلع گجرات

جنرل سکرٹری }
سکرٹری دعوۃ و تبلیغ } چوہدری لعل خان صاحب
" امور عامہ و خارجہ }
سکرٹری تعلیم و تربیت صوفی راج علی صاحب
نائب سکرٹری تعلیم و تربیت بابو فضل الٰہی صاحب
" وصایا چوہدری فضل احمد صاحب
محاسب مولوی محمد الدین صاحب
سکرٹری مال چوہدری فضل الٰہی صاحب

جماعت احمدیہ رنگپور (بنگال)

پریزیڈنٹ مولوی بدرالدین احمد صاحب۔ بی۔ ایل
جنرل سکرٹری مولوی سید ابراہیم علی صاحب۔ بی۔ اے۔

جماعت احمدیہ سیلون

پریزیڈنٹ مسٹر اے۔ ایم سعید احمد صاحب
جنرل سکرٹری مسٹر ایس۔ ایم محی الدین صاحب
خزانچی قریشی عبدالمجید صاحب
آڈیٹر مسٹر این۔ خان صاحب

جماعت احمدیہ کلکتہ

جنرل سکرٹری مولوی سید شرافت حسین صاحب بی اے
جائنٹ سکرٹری میاں محمد صدیق صاحب
سکرٹری تبلیغ خان بہادر ابو الہاشم خانصاحب چوہدری ایم۔ اے
اسسٹنٹ سکرٹری تبلیغ ۱۔ پیر کریم بخش صاحب
۲۔ زین العابدین صاحب لودھی
سکرٹری امور عامہ محمد عبدالحفیظ صاحب
" امور خارجہ " "
سکرٹری تعلیم و تربیت پروفیسر اے ایف ایم۔ عبدالقادر صاحب ایم۔ اے
سکرٹری مال بابو محمد رفیق صاحب
اسسٹنٹ سکرٹری مال دوست محمد صاحب
محاسب ۱۔ محمد عبدالحفیظ صاحب
۲۔ دوست محمد صاحب

جماعت احمدیہ گجرات

سکرٹری مال بابو محمد سلیم صاحب

(باقی عہدہ داروں کے نام پہلے شائع ہو چکے ہیں)

جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء پر بیعت کرنے والوں کی فہرست

نمبر	نام	پتہ
۵۸۹	کرم بی بی صاحبہ بنت امیر صاحب	قادیان
۵۹۰	چراغ بی بی صاحبہ بنت جمال دین صاحب	سیال کوٹ
۵۹۱	نواب بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۹۲	جیوال صاحبہ	″ ″
۵۹۳	حسین بی بی صاحبہ	″ ″
۵۹۴	محمد بی بی صاحبہ	امرتسر
۵۹۵	صفیہ بیگم صاحبہ	جہلم
۵۹۶	سردار بی بی صاحبہ	ملتان
۵۹۷	علیمہ بی بی صاحبہ	حیدرآباد دکن
۵۹۸	زینب صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۹۹	زینب صاحبہ اہلیہ نانک صاحب	سیالکوٹ
۶۰۰	اللہ رکھی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۰۱	فتح بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۶۰۲	غلام فاطمہ صاحبہ	کراچی
۶۰۳	راج بی بی صاحبہ اہلیہ سرخو صاحب	ضلع گورداسپور
۶۰۴	خورشید بی بی صاحبہ	″ گوجرانوالہ
۶۰۵	محمد بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۰۶	طالعہ بی بی صاحبہ	″ ″
۶۰۷	عائشہ بی بی صاحبہ	ملتان
۶۰۸	عائشہ بی بی بنت عمر حیات صاحب	قادیان
۶۰۹	جنت بی بی صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۶۱۰	بیگم بی صاحبہ	ضلع سیال کوٹ
۶۱۱	حفیظہ صاحبہ	علاقہ سرحد
۶۱۲	محمد بی بی صاحبہ	گوجرانوالہ
۶۱۳	برکتے صاحبہ	ضلع سیال کوٹ
۶۱۴	مجیدن صاحبہ	انبالہ
۶۱۵	نثار صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۱۶	سرداران صاحبہ	″ ″
۶۱۷	حسین بی بی صاحبہ	″ ″
۶۱۸	زبیدہ صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۶۱۹	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۶۲۰	عنایت بیگم صاحبہ	″ سرگودھا
۶۲۱	سکینہ بیگم صاحبہ	″ گجرانوالہ
۶۲۲	عائشہ بی بی صاحبہ	″ گجرات
۶۲۳	اختر المجید صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۲۴	فضل بیگم صاحبہ	″ گجرات
۶۲۵	سکینہ بی بی صاحبہ	″ سرگودھا
۶۲۶	رحمت بی بی صاحبہ	″ ″
۶۲۷	فاطمہ بی بی صاحبہ	″ ″
۶۲۸	شریفہ صاحبہ	″ ″
۶۲۹	حسین بی بی صاحبہ	″ ″
۶۳۰	فضل بی بی صاحبہ	″ گورداسپور
۶۳۱	رابعہ خانم صاحبہ بنت قطب دین صاحب قادیان	ضلع گورداسپور
۶۳۲	فتح بی بی صاحبہ	ضلع لاہور
۶۳۳	شریفہ بیگم صاحبہ	″ لائل پور
۶۳۴	زینب بی بی صاحبہ	قادیان
۶۳۵	عالم بی بی صاحبہ	ضلع شیخوپورہ
۶۳۶	رسول بی بی صاحبہ	لدھیانہ
۶۳۷	سردار صاحبہ	ضلع سیال کوٹ
۶۳۸	صغری صاحبہ	گجرانوالہ
۶۳۹	معراج بی بی صاحبہ	امرتسر
۶۴۰	عائشہ بی بی صاحبہ	″
۶۴۱	فاطمہ صاحبہ	ضلع سرگودھا
۶۴۲	رقیہ بی بی صاحبہ	″ گجرات
۶۴۳	غلام فاطمہ صاحبہ	″ گورداسپور
۶۴۴	حسن بی بی صاحبہ	″ ″
۶۴۵	طالعہ بی بی صاحبہ	″ ″
۶۴۶	شمشاد صاحبہ	″ ″
۶۴۷	سکینہ بیگم صاحبہ	″ گجرانوالہ
۶۴۸	کریم خاتون صاحبہ	″ گورداسپور
۶۴۹	اقبال بیگم صاحبہ	″ ″
۶۵۰	جیواں صاحبہ	″ گجرانوالہ
۶۵۱	زبیدہ بیگم صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۶۵۲	قیوم صاحبہ	قادیان
۶۵۳	طالعہ بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۶۵۴	فاطمہ صاحبہ	انبالہ
۶۵۵	کریم النساء صاحبہ	″
۶۵۶	قمر النساء صاحبہ	سیال کوٹ
۶۵۷	فاطمہ صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۵۸	حلیمہ بی بی صاحبہ	″ شیخوپورہ
۶۵۹	عزیزہ صاحبہ	″ ملتان
۶۶۰	شریفہ بی بی صاحبہ	″ سیال کوٹ
۶۶۱	نواب بی بی صاحبہ	″ سرگودھا
۶۶۲	کریم بی بی صاحبہ	″ گورداسپور
۶۶۳	رانی صاحبہ	″ ″
۶۶۴	سردار بیگم صاحبہ	سیال کوٹ
۶۶۵	نور بیگم صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۶۶	سعیدہ خاتون صاحبہ	امرتسر
۶۶۷	نور بیگم صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۶۶۸	آمنہ خاتون صاحبہ	امرتسر
۶۶۹	حسین بی بی صاحبہ	ضلع سیال کوٹ
۶۷۰	عصمت خاتون صاحبہ	کوئٹہ
۶۷۱	شریفہ صاحبہ	ریاست پٹیالہ
۶۷۲	خدیجہ بیگم صاحبہ	قادیان
۶۷۳	رابعہ صاحبہ	″
۶۷۴	رحمت صاحبہ	لاہور
۶۷۵	بھاگ سلطان صاحبہ	ضلع راولپنڈی
۶۷۶	خدیجہ صاحبہ	قادیان
۶۷۷	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۶۷۸	غلام فاطمہ صاحبہ	″ ″
۶۷۹	مریم خاتون صاحبہ	″ ″
۶۸۰	مسعودہ صاحبہ	″ سیالکوٹ
۶۸۱	زینب صاحبہ	″ ″
۶۸۲	حمیدہ صاحبہ	″ ″
۶۸۳	عائشہ بی بی صاحبہ	″ گورداسپور
۶۸۴	طالعہ بی بی صاحبہ	″ ″
۶۸۵	سردار بیگم صاحبہ	″ سیالکوٹ
۶۸۶	سردار بی بی صاحبہ	″ گجرانوالہ
۶۸۷	سکینہ بی بی صاحبہ	″ لائل پور
۶۸۸	حسین بی بی صاحبہ	″ گجرانوالہ
۶۸۹	تطہیر بیگم صاحبہ	لاہور
۶۹۰	صفیہ بیگم صاحبہ	ضلع فیروزپور
۶۹۱	نور جہاں صاحبہ	مرادآباد
۶۹۲	صادق بی بی صاحبہ	ضلع شاہ پور
۶۹۳	غلام بی بی صاحبہ	″ گورداسپور
۶۹۴	مریم بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۶۹۵	آمنہ صاحبہ	″ ″
۶۹۶	حسین بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۶۹۷	مریم بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۶۹۸	حکیم بی بی صاحبہ	″ گجرات
۶۹۹	حسین بی بی صاحبہ	″ ″
۷۰۰	فاطمہ صاحبہ	″ ″
۷۰۱	غلام فاطمہ صاحبہ	″ ″
۷۰۲	زینب بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۰۳	کرم بی بی صاحبہ	″ گجرات
۷۰۴	رحمت بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۰۵	سرداراں صاحبہ	″ گجرات
۷۰۶	زینب بی بی صاحبہ	″ ″
۷۰۷	اللہ جوائی صاحبہ	″ گجرانوالہ
۷۰۸	زینب بی بی صاحبہ	لاہور
۷۰۹	راج بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۷۱۰	عائشہ بی بی صاحبہ	″ گجرانوالہ
۷۱۱	نواب بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۱۲	حمیدہ صاحبہ	ریاست نابھہ
۷۱۳	رحمت صاحبہ	ضلع گجرات
۷۱۴	حمیدہ صاحبہ	ریاست نابھہ
۷۱۵	غلام فاطمہ صاحبہ	ضلع لاہور
۷۱۶	اللہ جوائی صاحبہ	″ گجرات
۷۱۷	بشیرن صاحبہ	ریاست نابھہ
۷۱۸	رابعہ بی بی صاحبہ	گجرات پنجاب
۷۱۹	نواب بی بی صاحبہ	ضلع ہوشیارپور
۷۲۰	بہشت بی بی صاحبہ	″ گجرات
۷۲۱	فاطمہ صاحبہ	″ ″
۷۲۲	نواب بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۲۳	طالعہ بی بی صاحبہ	ضلع لاہور
۷۲۴	آمنہ بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۲۵	فضلاں صاحبہ	″ ہوشیارپور
۷۲۶	زہرہ صاحبہ	گجرانوالہ
۷۲۷	رحمت بی بی صاحبہ	سیال پور
۷۲۸	محمد بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۷۲۹	حسین بی بی صاحبہ	″ ″
۷۳۰	ریشم بی بی صاحبہ	″ سیالکوٹ
۷۳۱	نیاز احمد صاحب	ضلع گورداسپور
۷۳۲	بخش دین صاحب	ریاست پٹیالہ
۷۳۳	منگو صاحب	ضلع فیروزپور
۷۳۴	میاں خان صاحب	پشاور

نمبر ۳۴۷۸ء میں حافظ صدر الدین ولد میاں محمد الدین قوم راجپوت جنجوعہ عمر ۶۵ سال بیعت ۹/۱۸ پیشہ امام مسجد ساکن رائے پور ڈاکخانہ جبان پور سیداں۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۳/۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میری منقولہ جائداد برتن وغیرہ کی قیمت ایک سو روپیہ ہے لیکن میرا گزارا ماہوار آمد پر ہے جو صرف ۲/-/- ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اُس سب جائداد کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۱/۳ حصہ بمد وصیت اور ۲/۳ دیگر مدات میں شمار ہو۔ کیونکہ میرا کوئی وارث نہیں ہے جو بقایا ۲/۳ حصہ کا وارث ہو۔

العبد۔ حافظ صدر الدین سکنہ رائے پور بقلم خود۔ گواہ شد حسین احمد ولد صوبے خان ساکن رائے پور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد نبی احمد سیکرٹری جماعت احمدیہ رائے پور محمد حسین انسپکٹر وصایا بقلم خود

نمبر ۳۵۵۹ میں شیخ عبد الغنی ولد شیخ غلام نبی نمبردار نوشہرہ ککے زیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ حال پشاور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹/۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ ۱۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ تحصیل پسرور میں میری جائداد بصورت اراضی زرعی چاہی وبارانی بھی ہے۔ جو میرے بھائی کے ساتھ مشترکہ ہے جس کی تفصیل تقسیم کے بعد معلوم ہوسکیگی۔ اور ایسا ہی سکنی مکانات بھی بطور مشترکہ جائداد کے ہیں۔ اس سب جائداد غیر منقولہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد جسقدر جائداد ثابت ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ ۲۹/۱/۳۱

العبد۔ شیخ عبد الغنی ہیڈ گڈس کلرک پشاور۔ ریلوے سٹیشن
گواہ شد۔ شمس الدین ریکارڈ کیپر دفتر پولیٹیکل ایجنٹ خیبر۔ پشاور
گواہ شد۔ عبد المجید احمدی سب انسپکٹر پولیس دفتر انسپکٹر جنرل پولیس پشاور

نمبر ۳۵۰۴ میں سیدہ آمنہ بیگم زوجہ ثانی بابو عبد الحمید صاحب اسسٹنٹ ملٹری فنانشل ڈیپارٹمنٹ شملہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۹/۱/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس اس وقت تقریباً سات سو روپے کے زیورات ہیں ان کے علاوہ چودہ سو روپیہ بقیہ رقم مہر کی ہے جو میرے ذمہ ہے۔ میں اس کل رقم یعنی اکیس سو روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں یہ بھی کہہ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

العبد۔ آمنہ بیگم مذکورہ گواہ شد۔ نواب الدین جماعت احمدیہ شملہ
گواہ شد۔ عبد الحمید خاوند موصیہ فنانشل سیکرٹری وسیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ شملہ

نمبر ۳۵۷۲ء میں مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ بابو عبد الغنی صاحب قوم شیخ عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی ساکن شہر انبالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم یا کوئی جائداد اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ پانصد روپیہ صرف بذمہ شوہر۔ نیز مجھے مبلغ ۵/ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔

العبد۔ غلام فاطمہ گواہ شد بابو عبد الرحمن امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر۔ گواہ شد عبد الغنی احمدی خاوند موصیہ

نمبر ۳۵۷۵۔ میں عبد الرحمن ولد حافظ اللہ بندہ صاحب قوم ارائیں ریٹائرڈ ہیڈ کلرک خزانہ عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۰۲ء انبالہ شہر محلہ پختہ باغ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲/۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی زرعی تخمیناً ۸ بیگہ خام واقعہ نی پر انبالہ شہر قیمتی تخمیناً چھ ہزار روپیہ واقع محلہ پختہ باغ انبالہ شہر اور ایک عدد آئیل انجن معہ مشینری متعلقہ واقعہ لاہوری دروازہ انبالہ شہر مبلغ ۶۶۶۶ روپیہ میں گرو رہن ہے کل جائداد بقبضہ ورہن قیمتی تخمیناً ۶۶۶۶ روپیہ ہے لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ بصورت پنشن سرکاری ماہوار ایک سو بارہ روپیہ ۸ آنے ہے۔ بصورت پیداوار زرعی زمین سالانہ مبلغ ایک صد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا

نوٹ تین مکانات پختہ وخام جو وصیت میں درج ہیں ۔۔۔ کی قیمت چھ ہزار روپیہ تحریر کی گئی ہے۔ اس میں ایک پختہ مکان کے ساتھ دو دکانیں ہیں۔ اور ایک سفید زمین مکان خام کے ساتھ ملحق ہے۔ اور تین عدد مکان خام محلہ پختہ باغ انبالہ شہر میں واقع ہیں۔ میرے پاس رہن ہیں۔ ان سب کی مجموعی قیمت چھ ہزار روپیہ ہے۔

العبد۔ عبد الرحمن موصی مذکور ۲/۱۲/۳۱ حال قادیان بموقعہ جلسہ سالانہ۔ گواہ شد۔ نذیر احمد ولد عبد المجید قوم ارائیں محلہ پختہ باغ انبالہ شہر۔ گواہ شد۔ عبد المجید بقلم خود ولد ملک فقیر محمد صاحب معرفت دی لاہور سنٹرل کوآپریٹیو بنک لمیٹڈ ۱۶ مال روڈ۔ لاہور ۲/۱۲/۳۱

نمبر ۳۵۷۴ء میں مسماۃ نانکی زوجہ بابو عبد الرحمن صاحب ارائیں سکنہ پختہ باغ انبالہ شہر عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۰۳ء آج بتاریخ ۲۵/۱۲/۳۱ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے بعد جسقدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کردوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد زیور اور مبلغ دو صد روپیہ ہے۔ نیز مجھے بارہ روپیہ ماہوار بصورت کرایہ مکانات وغیرہ ملتا ہے بطور خرچ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔

العبد۔ نانکی مذکورہ گواہ شد عبد الغنی احمدی لاہوری دروازہ انبالہ شہر۔ گواہ شد۔ نذیر احمد محلہ پختہ باغ انبالہ شہر

نمبر ۳۵۳۸ء میں محمد دین ولد نتھے خان قوم جٹ جنجوعہ ۵۵ سال ساکن عزیز پور۔ ڈاکخانہ بدہا گوریہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱۲/۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے فوت ہونے کے وقت جو میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی واقعہ موضع ڈگری ملامان ۴ گھماؤں ۴ کنال موضع عزیز پور ۱۶ گھماؤں ۳ کنال۔ کل اراضی ۲۰ گھماؤں ۳ کنال ۱۳ مرلہ ہے نقد ۱۲/۱۲/۳۱

العبد۔ محمد ابراہیم ولد محمد دین بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد دین ولد نتھے خان جٹ عزیز پور تحصیل ڈسکہ۔ گواہ شد۔ سردار خان بقلم خود ولد عبد العزیز۔

نمبر ۳۴۴۷ء میں میاں خان ولد ملک محمد بخش قوم راجپوت پیشہ زمینداری ساکن کھوکھر غربی تحصیل وضلع گجرات عمر ۵۴ سال بیعت ۱۹۳۲ء بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۲/۳/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی

صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضی رہن کی ہوئی تخمیناً پندرہ بیگھہ قیمتی -/۳۹۰۰ روپیہ ملکیت خود تخمیناً آٹھ بیگھہ قیمتی -/۱۶۰۰ روپیہ ایک مکان خام قیمتی میں -/۳۰۰ روپیہ نیست دو چاہات تین صد چار روپیہ ہے۔ یعنی -/۴۰۳ جس کی کل قیمت چھ ہزار یکصد چار روپے یعنی -/۶۱۰۴ روپیہ ہے۔ اور حصہ وصیت کی قیمت آٹھ صد بہتر روپے ہوتی ہے۔ العبد:۔ الراقم میاں خاں مذکور بقلم خود
گواہ شد:۔ ملک احمد خاں ولد ملک وسوندی خاں سکنہ کھوکھر غربی بقلم خود احمد خاں سکنہ کھوکھر $\frac{3}{31}$ ۲۲
گواہ شد:۔ امام الدین امیر جماعت احمدیہ جبو کی بقلم خود
مکرر نوٹ:۔ باقی جو جائداد پیدا کرونگا۔ اس کے بھی صدر انجمن احمدیہ $\frac{1}{8}$ حصہ کی مالک ہوگی۔ میاں خاں موصی

نمبر ۳۵۶۱ :- میں سید ظہور احمد شاہ ولد سید غلام حسین صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲ سال ساکن [illegible] ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{11}{31}$ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری موجودہ آمدنی مبلغ یکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ تامرگ اپنی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جس میں میرے رشتہ داروں کو کسی قسم کی مداخلت کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگر کوئی رقم جائداد کی قیمت سے پیشگی اپنی زندگی میں خزانہ صدر انجمن قادیان میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت سے منہا کردی جائیگی۔
العبد:۔ سید ظہور احمد شاہ ایل وی پی ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ضلع شاہپور۔ گواہ شد:۔ عبد المنان $\frac{11}{31}$ ۸۔ گواہ شد:۔ محمد دلپذیر بقلم خود۔ گواہ شد:۔ خادم حسین جنرل سکرٹری بھیرہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

۲۴ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں وزیر بلدیات کے خلاف اس مقصد کی تحریک مذمت پیش ہوئی۔ کہ ان کا رویہ لوکل سیلف گورنمنٹ کے مفہوم کے منافی ہے۔ نیز مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والا ہے مالک گوپی چند نارنگ... تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں کسی کے خوف سے اپنی قوم کے مفاد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بااین سرکاری ممبروں نے ان کی تائید کی اور تحریک مسترد ہو گئی۔

۲۴ مارچ کو ہولی کے تیوہار کے موقعہ پر ڈھاکہ کے مندر میں ہندوؤں کی دو جماعتوں میں باہم خوفناک فساد ہو گیا۔ جس میں ۴۰ آدمی سخت مجروح ہوئے۔ تیوہار منانے والوں میں اکثر نشہ میں مخمور تھے۔

ہولی کی تقریب کی آڑ میں جموں کے ہندوؤں نے اپنی کانگرسی ذہنیت کا خوب مظاہرہ کیا۔ ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ جس میں ہر فرقہ و خیال کے ہندو شامل تھے۔ غیر ملکی کپڑوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ بدیشی بائیکاٹ اور ہر قسم سیاسی نعرے لگائے گئے۔ اور یہ سب کچھ ایمرجنسی یا ورریگولیشن کی موجودگی میں ہوا۔ اور لطف یہ ہے کہ ریاستی حکام نے اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں دیکھی۔

معلوم ہوا ہے کہ ۲۴ مارچ کو مشرقی بنگال میں تباہ کن طوفان باد آیا۔ جس سے ۱۴ اشخاص ہلاک اور ساٹھ سخت مجروح ہوئے جن میں سے ۱۰ قریب المرگ ہیں۔ سینکڑوں گاؤں کلیۃً تباہ ہو گئے۔ ایک تھانہ اور ڈاک خانہ کی عمارات منہدم ہو گئیں

امریکہ میں ہولناک طوفان کی اطلاع گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ اس کے متعلق تفصیلات موصول ہونے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ نقصان جان ۵۷ انک پہونچ گیا ہے۔

۲۴ مارچ کو پارلیمنٹ میں برطانیہ کے وزیر خارجہ نے کہا۔ کہ شنگھائی کی صورت حالات اطمینان بخش ہے۔ وہاں سے جاپانی افواج کی واپسی سے قیام امن کی امید ہو گئی ہے۔

امرتسر سے ۲۴ مارچ کی اطلاع ہے کہ مقامی مجلس احرار کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ تو اس نے اقبال جرم کرتے ہوئے گڑگڑا کر معافی مانگ لی اور کہا کہ میں پھر کبھی کسی ایسی تحریک میں حصہ نہیں لونگا۔ گذشتہ خلاف ورزی احکام کا مجھے افسوس ہے اس لئے معاف کر دیا جائے۔ لیکن عدالت نے پھر بھی دو سال قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ یا مزید چھ ماہ قید کا حکم سنا دیا۔ یا آں شور اشوری یا ایں بے نمکی اسی کو کہتے ہیں۔

دہلی سے ۲۳ مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ شب جب آندھی آئی۔ تو صدر بازار میں آگ لگ گئی۔ جس سے متعدد مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوا۔

ہندوستان ٹائمز کے نامہ نگار کی یہ اطلاع ملاپ نے شائع کی ہے کہ وائسرائے ہند کشمیر جانے والے ہیں

سری نگر کے ہندو اور مسلمانوں نے متحدہ طور پر ایک عرضداشت کے ذریعہ مہاراجہ صاحب سے درخواست کی ہے۔ کہ مغل باغات کی سیر کو جانے والوں سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اسے منسوخ کر دیا جائے۔

۲۴ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک ہندو ممبر نے تجویز پیش کی۔ کہ سیاسی نظربندوں کے رشتہ داروں کو اس قدر الاؤنس دینا منظور کیا جائے۔ کہ وہ سال میں دو دفعہ ان سے اگر ملاقات کر سکیں۔ ایک اور صاحب نے تحریک کی۔ کہ اسمبلی کے ممبروں کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جو نظربندوں کے کیمپوں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کیا کرے۔ پہلی تجویز تو گر گئی لیکن دوسری پر بحث اگلے روز پر ملتوی ہو گئی۔

ریاستی وزراء کی جو کمیٹی ہندوستان کے آئندہ نظام کے متعلق غور کر رہی تھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ۲۴ مارچ کو اس نے رپورٹ پیش کر دی ہے جس میں آل انڈیا فیڈریشن سکیم کی حمایت کی گئی ہے۔

مجلس احرار امرتسر کے ڈکٹیٹر کی معافی کی خبر اوپر دی جا چکی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قصور کے ڈکٹیٹر صاحب نے بھی حکومت کے مجوزہ معافی نامہ پر بلا حیل و حجت دستخط کر دئے ہیں

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی کامیابی کو دیکھ کر لاہور کی مجلس احرار نے بھی اپنا رنگ جمانے کے لئے ۲۳، ۲۴، ۲۵ مارچ کو قوم پرست مسلمانوں کے اجلاس کا اعلان بڑے زور شور سے کیا تھا۔ اس کے لئے بڑی تیاریاں کی گئیں۔ پوسٹر شائع کئے گئے۔ پنڈال بنایا گیا لیکن معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ چند احراریوں کے سوا کوئی اس میں شامل ہونے کے لئے نہیں آیا۔

حکومت کی طرف سے ضلع احمد آباد کے بعض دیہات میں فصلوں پر پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ جو کاشتکار سرکاری مالیہ ادا نہ کریں گے۔ انہیں فصل کاٹنے اور اٹھانے کی اجازت نہیں دی جائیگی

پنجاب کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے بیان کیا۔ کہ موجودہ تحریک کانگرس کے دوران بیس ہزار اشخاص کو امتناعی احکام صادر کئے جا چکے ہیں۔ کہ وہ قانون شکنی میں حصہ نہ لیں۔

بمبئی سے ۲۳ مارچ کی اطلاع ہے کہ تین اشخاص کو بدیشی کپڑے جلانے کے جرم میں چھ چھ ماہ قید اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔

ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار مقیم دہلی راوی ہے کہ گول میز کانفرنس کا آخری اجلاس مئی کے آخری ایام میں بمقام لندن منعقد ہوگا۔ جو تین چار ہفتہ میں ختم ہو جائیگا۔

لندن سے ۲۳ مارچ کی ایک دلچسپ خبر مظہر ہے کہ ایک افریقین شاہزادہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کا طالب علم بھی ہے۔ ایک مقامی ہوٹل میں ٹھیرنے کے لئے گیا۔ تو مینجر نے اس وجہ سے انکار کر دیا۔ کہ اس کا رنگ کالا ہے۔ شہزادہ موصوف نے مینجر پر دعویٰ کر دیا۔ عدالت نے ۱۳ پونڈ کی ڈگری دی۔

محکمہ ڈاک و تار میں اس وقت ۲۷ اسپرنٹنڈنٹ کام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ تخفیف کے سلسلہ میں ان میں سے ۱۳ علیحدہ کر دئے جائیں گے۔

نئی دہلی سے ۲۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ چار مسلح ڈاکوؤں نے کشمیری گیٹ میں ایک ساہوکار کے مکان پر ڈاکہ ڈالا۔ اس کی بیوی کو قتل کر دیا۔ اور ۲۵ ہزار کا مال لے گئے۔ لیکن راستہ میں ایک پولیس کنسٹیبل کی ہشیاری سے گرفتار کر لئے گئے

۲۵ مارچ کو لاہور میں سکھ پولیٹیکل کانفرنس منعقد ہوئی۔ سردار اجل سنگھ صدر نے اپنے خطبہ میں کہا۔ کہ اگرچہ مخلوط انتخاب سے سکھوں کو گھاٹا رہیگا۔ لیکن ملک میں متحدہ قومیت پیدا کرنے کی غرض سے وہ اپنے حقوق کی قربانی کرتے ہوئے اسی کے نفاذ کے خواہشمند ہیں۔

عدم ادائیگی لگان کے سلسلہ میں ۲۵ مارچ کو صوبہ بنگال کی ۱۹ جاگیریں نیلام کی گئیں۔ تین جاگیروں کی بولی دینے والا چونکہ کوئی نہ تھا۔ اس لئے حکومت نے خود ہی ایک ایک روپیہ میں انہیں خرید لیا۔

۲۴ مارچ کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں لیبر پارٹی نے ہندوستان میں آرڈیننسوں کے نفاذ پر سخت نکتہ چینی کی۔ وزیر ہند نے جوابی تقریر میں کہا کہ اگرچہ آرڈیننسوں کا نفاذ متشددانہ کارروائی ہے لیکن حکومت چونکہ ہندوستان کو آئینی ترقی دینا چاہتی ہے۔ اس لئے قانون شکنی کی روح کو کچلنا اشد ضروری ہے۔ ایک ممبر نے کہا کہ حکومت کو چاہیئے۔ کہ فرقہ وار مسئلہ کا جلد تصفیہ کرے۔ اس کے جواب میں وزیر ہند نے کہا کہ جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہوگا۔ کوئی آئینی ترقی ممکن نہیں۔ اور یہ فیصلہ جلد کیا جائیگا جس میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔